۷۸۶

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر | کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی | میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا | اک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

حضرت مسیح موعود

تبلیغی کلام

دوسرا نام

گلدستۂ احمدیہ حصہ دوم

انتخاب از اخبارات بدر و فضل وغیرہ

مرتبہ

خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان

بار اوّل — ۱۵ فروری سنہ ۱۹۳۶ء — قیمت ۳

مطبوعہ کاشی رام پریس لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محمود دعا لیحضرت سیدنا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ قادیان

ہے دست قبلہ نما لا الٰہ الا اللہ — ہے دردِ دل کی دوا لا الٰہ الا اللہ

کسی کی چشمِ فسوں ساز نے کیا جادو — تو دل سے نکلی صدا لا الٰہ الا اللہ

جو پھونک جائیگا کانوں میں دل کے مُردوں کے — کرے گا حشر بپا لا الٰہ الا اللہ

قریب تھا کہ میں گر جاؤں بارِ عصیاں سے — بنا ہے لیک عصا لا الٰہ الا اللہ

گرہ نہیں رہی باقی کوئی میرے دل کی — ہوا ہے عقدہ کشا لا الٰہ الا اللہ

عقیدۂ ثنویت ہو یا کہ ہو تثلیث — ہے کذب بحت و خطا لا الٰہ الا اللہ

ہے گاتی نغمۂ توحید نے نیستاں میں — ہے کہتی بادِ صبا لا الٰہ الا اللہ

تیرا تو دل ہے صنمخانہ پھر تجھے کیا نفع — اگر زباں سے کہا لا الٰہ الا اللہ

حضورِ حضرتِ دیاں شفاعتِ نادم — کرے گا روزِ جزا لا الٰہ الا اللہ

زمیں سے ظلمتِ شرک ایکدم میں ہوگی دور — ہوا جو جلوہ نما لا الٰہ الا اللہ

ہزاروں ہونگے حسیں لیک قابلِ الفت — وہی ہے میرا پیا لا الٰہ الا اللہ

نہ دھوکا کھائیو ناداں کہ نقش جہاں ہیں سب — وہی ہے چہرہ نما لا الٰہ الا اللہ

چھپی نہیں کبھی رہ سکتی وہ نگہ جس نے — ہے مجھ کو قتل کیا لا الٰہ الا اللہ

بروزِ حشر سبھی تیرا ساتھ چھوڑیں گے — کرے گا ایک وفا لا الٰہ الا اللہ

ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاج روحانی
مگر ہے روحِ شفا لا الٰہ الا اللہ

غزلِ دیگر

محمود بہ حالِ زار کیوں ہو
کیا رنج ہے بے قرار کیوں ہو

کس بات سے تمکو پہنچی تکلیف
کیا صدمہ ہے دلفگار کیوں ہو

ہاں سوکھ گیا ہے کونسا کھیت
کچھ بولو تو اشکبار کیوں ہو

جب تک نہ ہو کوئی باعثِ درد
بے وجہ پھر اضطرار کیوں ہو

میں باعثِ رنج کیا سناؤں
کیا کہتے ہو بیقرار کیوں ہو

دل ہی نہ رہا ہو جس کے بس میں
وہ صبر سے شرمسار کیوں ہو

سب جسکی امیدیں مرچکی ہوں
زندوں میں وہ پھر شمار کیوں ہو

دولھا نہ رہا ہو جب دُلھن کا
بیچاری کا پھر سنگار کیوں ہو

کاٹے گئے جب تمام پودے
گلشن میں میرے بہار کیوں ہو

آنکھوں میں رہی نہ جب بصارت
دیدار رُخِ نگار کیوں ہو

جس شخص کا لُٹ چکا ہو گھر بار
خوشیوں سے بھلا دوچار کیوں ہو

اِسلام گھرا ہے دشمنوں میں
مسلم کا نہ دل فگار کیوں ہو

ماضی نے کیا ہے جب پریشاں
آئندہ کا اعتبار کیوں ہو

کیا نفع اُٹھایا ترکِ دیں سے
دنیا پہ یہ جاں نثار کیوں ہو

رُباعی خلیفۃ المسیح ثانی

ہائے اس غفلت پہ ہم یاروں سے پیچھے رہ گئے
یہ بھی کیسا پیار ہے پیاروں سے پیچھے رہ گئے
بڑھ گئے ہم سے صحابہؓ توڑ کر ہر روک کو
ہم سبک ہو کر گرانباروں سے پیچھے رہ گئے

احمؔد عالی جناب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے قادیان

ہر ایک کو دکھاتی ہے اپنی بہار موت / ہر ایک ہی کے ہوتی ہے سر پر سوار موت

پنجہ سے اسکے چھوٹ کے جائے کوئی کہاں / پھیلائے جال بیٹھی ہے ہر سُو ہزار موت

مابین ہجر یاس میرے دل نے کہہ لیا / ایسی بھی دے کسی کو نہ پروردگار موت

مرنا بھی وصلِ یار میں جب جانتا ہوں میں / مجھکو بھلا ڈراتی ہے کیوں بار بار موت

دونوں ہیں ہجر یار میں بیخود سے ہو رہے / بے چین ہیں اِدھر تو اُدھر بیقرار موت

اوپر تلے کے میرے مصائب کو دیکھکر / شاید کہ ہو گئی ہے۔ ذرا سوگوار موت

جو مرتے ہیں مر کے بھی زندہ رہینگے وہ / جتنا نکالنا ہو۔ نکالے بخار موت

تیغ نگاہِ ناز کا کشتہ ہوں میں جناب / ڈرتا نہیں کبھی بھی ڈرائے ہزار موت

میرے دکھوں میں شدت طبع کو دیکھکر / ہوتی ہے دل ہی دل میں بہت شرمسار موت

مسلم کو وصلِ یار ہے کافر کو وصل نار / اخبارِ آخرت کا ہے نامہ نگار موت

خواہش اگر کوئی ہے تو احمؔد کی ہے یہی / اسلام پر ہی دے مجھے پروردگار موت

غزل دیگر

سر پر کھڑی ہے موت ذرا ہوشیار ہو / ایسا نہ ہو کہ تو یہ سے پہلے شکار ہو

زندہ خدا سے دل کو لگاؤ یہی ہے ٹھیک / کیا اس سے فائدہ جو فنا کا شکار ہو

اس شمع رُو کو دیکھ لے اِک آنکھ بھی جو تو / قربان اُس کے چہرہ پہ پروانہ وار ہو

سینہ ترا ہو مدفنِ حرص و ہوا و آز / دل تیرا تری آرزوؤں کا مزار ہو

جاہ و جلال دُنیائے فانی پہ لات مار / گر تجھ کو آرزو ہے۔ کہ تو باوقار ہو

ہو فکر تجھ کو روزِ جزا کی لگی ہوئی / اور اسکے غم میں آنکھ تیری اشکبار ہو

یادِ خدا میں تجھکو ملے لذت و سرور / بس تیری زندگی کا اسی پہ مدار ہو

کیوں ہو رہا ہے عشق بتاں میں خراب تو / تجھکو تو چاہیئے۔ کہ خدا پر نثار ہو

تجھکو اسی کا شوق ہو ہر وقت ہر گھڑی ہر دم اُسی کے عشق کا سر میں خمار ہو
خالی ہو دل ہوائے متاعِ جہان سے تجھکو بس ایک آرزوئے وصلِ یار ہو
یادِ حبیب سے نہ ہو غافل کبھی بھی تو اِس بات سے کوئی تیرا مانع ہزار ہو
طالب نگاہِ ناز کا ہوں مدتوں سے میں تجھ پر بھی اک نظر مرے پروردگار ہو
تسکین دل تو چاہتا ہے گر تو چاہیئے دل کو تیرے کبھی بھی نہ اے جاں قرار ہو
ایسا نہ ہو کہ تجھکو گرائے یہ منہ کے بل ہاں ہاں سنبھل کے نفسِ دنی پر سوار ہو
آگاہ تجھکو تیری بدی پر کرے ضمیر ناصح ہو دل ترا نہ کہ یہ خاکسار ہو
احمدؔ یہی دعا ہے کہ روزِ جزا نصیب تجھکو نبی کریم کا قرب و جوار ہو

غزل دیگر

تجھے اے بے خبر دنیا پتہ ہے کہ اس دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے
سنبھل جا سرکشی سے باز آجا کہ آیا ایک مردِ باخدا ہے
اُتر آیا ہے عیسیٰ آسماں سے خبر کچھ ہے تجھے کیا ہو رہا ہے
مُنوّر کردیا تجھ کو خدا نے دیا اللہ نے تجھ کو دیا ہے
یقیناً آئے گا وہ دن بھی اک دن کہ سب کا مقتدا اک میرزا ہے
مسیحا میں ہوں بیمارِ محبت شفا دے تیرے ہاتھوں میں شفا ہے
فدا ہو جاں ہماری تیرے در پر یقیناً تو بروزِ مصطفیٰ ہے
میں اب تشنہ لبی سے مر رہا ہوں پلا جلدی اگر کچھ ساقیا ہے
خدا کا برگزیدہ تو ہے لاریب لقب تیرا ہوا خیر الوریٰ ہے
ترے خادم نہ کیونکر پائیں عزت ملا اُن کو جو تجھ سا رہنما ہے
بڑا رتبہ خدا نے تجھ کو بخشا ہوا منکر کا تیرے روسیہ ہے
نہ کیوں کافور ظلمت کفر کی ہو کہ تو بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ ہے
بھنور کا ڈر اسے کچھ بھی نہیں ہے کہ اس کشتی کا تجھ سا ناخدا ہے

غرض کیا خوبیاں تیری بیاں ہو / رسِ جاں کے لئے تو کیمیا ہے
ترے دشمن کو پہونچے کیوں نہ ذلت / حمایت میں ہوا تیری خدا ہے
مخالف تیرے اندھے ہوگئے ہیں / دلوں پر بھی اندھیرا چھا گیا ہے
نہیں کچھ دیکھتی ہیں اُن کی آنکھیں / دِل اُن کا بغض کینہ سے بھرا ہے
خدایا تو دکھا اُن کو رہِ راست / کہ تیرا فضل ہی مشکل کشا ہے
خدایا بول بالا کر ہمارا / کہ تو مانا ہوا قادر خدا ہے
خدایا عرض کر میری تو منظور / ترے آگے یہی ہر دم دعا ہے
خدایا خاتمہ بالخیر کرنا / ترے احمدؐ کی یہ اِک التجا ہے

ناصرِ عالی جنابِ حضرت میر ناصر نواب صاحب قادیان

کیا حسن و حسیں ہے وہ دِلستاں ہمارا / تعریف کیا کریں ہم کیا ہو دہاں ہمارا
ہر مہرباں سے بہتر ہے مہرباں ہمارا / ہے اُس کی حمد گاتا خورد و کلاں ہمارا
کیا شان ہے ہماری کتنی ہماری عزت / وہ سائبانِ عالم ہے سائباں ہمارا
گردش سے آسماں کی کیا فکر ہو عزیزو / ہے آسماں کا مالک جب مہرباں ہمارا
ہم اُسکے گھر میں رہتے وہ ہی ہمارے دل میں / ہم میہماں ہیں اس کے وہ میہماں ہمارا
گر پڑتے ہیں صنم بھی سجدہ میں اُسکے آگے / دیتا ہے جب مؤذن اٹھکر اذاں ہمارا
باز آ شرارتوں سے اے نفسِ دوں سنبھل جا / نزدیک ہے ہمارے وہ رازداں ہمارا
پوشیدہ کچھ نہیں ہو اس عیبداں سے ہرگز / جو ہے عیاں ہمارا یا ہے نہاں ہمارا
ہر احمدی پہ اس کے بے انتہا کرم ہیں / فرقہ نہیں ہے ہرگز یہ رائگاں ہمارا
داخل ہو اس میں آکر تا ہو امان تم کو / ہر وقت ہے کشادہ دارالاماں ہمارا
کوشش کرو عزیزو قسمت کے پھل ملینگے / ہوگا ذلیل و رسوا ہر بدگماں ہمارا
حاسد تباہ ہوں گے دشمن ذلیل و خستہ / اب دن بدن بڑھیگا خاندان ہمارا
دشمن کا وار سہہ کر یارو نہ تنگ ہونا / دکھ چند روز کے ہیں ہے امتحاں ہمارا

یہ پیر اور ملّا ہو جائیں گے فِفِرّوا ... دل سے ادب کرینگے شاہ جہاں ہمارا
ہو گی ہماری عزت اور دشمنوں کی ذلت ... سارے جہاں نہیں ہو گا سکہ رواں ہمارا
ہم ہونگے سب پہ غالب بر آئینگے مطالب ... یہ دے گیا ہے مژدہ مژدہ رساں ہمارا
ہم دینگے جب کہ لکچر سب ہونگے شل بیچر ... مبہوت ہونگے سنکر دشمن جہاں ہمارا
دشمن جلینگے دل میں اب جائینگے وہ رگ میں ... حد سے زیادہ ہو گا جب عزّ و شاں ہمارا
فضل خدا سے ناصر ہو گی ہماری نصرت ... حاجی ہمارا ہو گا بس مدح خواں ہمارا

میں ہوں بیمار تو شفا دیدے ... جسم اور روح کی غذا دیدے
تیری دوری نے کر دیا برباد ... قرب میں اپنے مجھکو جا دیدے
مجھ سے واقف ہے مجھ سے بڑھکر تو ... کیا کہوں تجھسے مجھکو کیا دیدے
میری فطرت کے کر عیاں جوہر ... جو ہے مجھ میں گڑا دبا دیدے
زنگ نے اس کو کر دیا ہے خراب ... دل کے آئینہ کو جلا دیدے
علم دے عقل دے ہدایت دے ... خشیت و خوف و اتقا دیدے
جام اُلفت پلا میرے دل کو ... آنکھ کو سرمۂ حیا دیدے
جس پہ قرباں ہو بقا سو بار ... فضل سے اپنے وہ غذا دیدے
بعد جسکے نہ ہو فنا ہرگز ... اپنے بندوں کو وہ بقا دیدے
اپنی مرضی پہ تو چلا مجھ کو ... رہ تسلیم اور رضا دیدے
تو اندھیروں سے مجھ کو باہر کر ... دل بے نور کو ضیا دیدے
بیوفا دوستوں سے مجھ کو بچا ... اب کوئی یار باوفا دیدے
اپنی اُلفت کا لطف بخش مجھے ... لذت گریہ و بکا دیدے
دست و پا ہو گئے میرے ڈھیلے ... اب کوئی اور دست و پا دیدے
کر عطا مجھکو ہمت عالی ... دل بیدل کو حوصلہ دیدے
کام کرنے کی مجھکو طاقت بخش ... مجھکو مضبوط تو قوی دیدے
دور بینی کی مجھ میں قوت دے ... خوبیٔ فہم اور ذکا دیدے

کر میری مُشتِ خاک کو اکسیر — پاس ہے اپنے کیمیا دیدے
اپنے ناصر کی دستگیری کر — اس کو ایمان اے خدا دیدے

غزلِ دیگر

میں نہیں مانگتا کہ تو زر دے — فضل اپنا تو بخدا کر دے
جس سے باطل خیال ہوں سب دُور — اس قدر اپنا مجھکو تو ڈر دے
دل وہ دے جس میں ہو تیری اُلفت — سرکشی سے بَری ہو وہ سر دے
تجھ تلک جن سے اُڑ کے میں پہنچوں — اس قدر تیز تر مجھے پَر دے
خلق پر مجھ کو اے مرے مولا — رحم و شفقت مثالِ مادر دے
میں فرشتہ بنوں محال ہے یہ — مجھ کو انسانیّت کے جوہر دے
میرے ناصر تو میری نصرت کر — نیک تو مجھکو یار یاور دے
دشمنوں کو کرے ہلاک و تباہ — ایسا اک تیز مجھ کو خنجر دے
راہ میں تیرے جو ہیں سر بسجود — خاکِ پا انکی مجھکو تو کر دے
ناصرِ بے نوا ہے تیرا فقیر — جھولی اسکی تو فضل سے بھر دے

حامد عالی جناب میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی

تو وصالِ حق سے واں مسرور ہے — یاں دلِ حیرت زدہ مہجور ہے
اے مسیحِ پاک اور مہدیٔ دیں — ہم کو مولا کی رضا منظور ہے
الوصیت میں تو جب فرما چکا — تیری رحلت تب سے ہی مشہور ہے
پیش ازیں تو کر چکا سب انتظام — الوصیت میں یہ سب مذکور ہے
تیری فرقت میں ہیں گو اب ہم حزیں — اور دلِ رقّت پہ بس مجبور ہے
پر سمجھتے تھے تجھے پا در رکاب — اس طرف جا نہیں تو معذور ہے
خوش ہیں دشمن اور ہیں مغموم دوست — اور تو اس امر میں مامور ہے

کل نفس ذائقة الموت کا
جن سے جاری ہوچکا منشور ہے

زندگی پر کیا کسی کا اختیار
حق کا دشمن کس لئے مغرور ہے

وہ رسولِ پاک ختم المرسلین
جو خدائے پاک کا اِک نور ہے

اپنے مرنے سے یہ ثابت کر گیا
فوت ہونا سنّتِ ماثور ہے

اس کا خادم تھا مسیحا اور غلام
جسکی کوشش حق کے ہاں مشکور ہے

اپنے آقا کے وہ قدموں پر چلا
وہ تو عند اللہ بس ماجور ہے

حق نے دی اسکو حیاتِ طیبہ
اور وہ مرفوع ہے مسرور ہے

رحمتیں ہوں حق کی اس پہ صد ہزار
قُربِ حق میں۔ ہم سے بیٹھا دور ہے

آخری اس کا پیام آشتی
آخری لکچر ہے جو مسطور ہے

ہیں مخاطب اسمیں وہ اقوامِ ہند
بہتری جن کی اسے منظور ہے

وہ تو پہنچے جنّت الفردوس میں
اور ہم میں ایک ان کا نور ہے

فکر کیا ہے بہر تاریخ وفات
مادہ تاریخ ہی مغفور ہے

۱۳۲۶ھ

غزلِ دیگر

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی
بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی

بھلوں کو بُرا کہنا اچھا نہیں ہے
بُرائی سے ہرگز بھلائی نہ ہوگی

خدا کے ہیں مُرسل مسیحائے موعود
بغیر ان کے اب حق نمائی نہ ہوگی

اگر تم نہ مانو گے اس کی نصیحت
وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی

یہ مشن لو اٹھے وقت ہیں آنیوالے
وہ پاؤ گے تکلیف پائی نہ ہوگی

دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا
کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی

مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدل ہے
کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی

چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا
کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی

پھرے بھاگتا ان سے ہر سو ہے باطل
ہے وہ مار کھائی کہ کھائی نہ ہوگی

مرا ابنِ مریم ہوا زندہ اسلام — اب آگے کو اس کی خدائی نہ ہوگی

یہ اسلام کے غالب آچکے دن ہیں — کسی کو بھی اس پر بڑائی نہ ہوگی

خدا بگڑی اُمّت بنائے گا ایسی — کہ بگڑی ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی

تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری — کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی

ابھی وقت ہے چھوڑ و بغض و تعصّب — سلامت رہو گے تباہی نہ ہوگی

مسلماں مسلماں مسلماں بنو تم — قیامت کے دن روسیاہی نہ ہوگی

ملے گی سعادت تمہیں دو جہاں کی — وہ پاؤ گے عزت کہ پائی نہ ہوگی

کرو دین کی خدمت مسیحا کی مانو — بغیر اس کے حاجت روائی نہ ہوگی

یہ مطلب کی ہیں باتیں کام آنے والی — کہا مان لو جگ ہنسائی نہ ہوگی

غزلِ دیگر

کہا زبدۃ المذاہب اسلام ہے ہمارا — مسلم ہیں احمدی ہم یہ نام ہے ہمارا

توحید حق کا چشمہ جاری ہے آپ شیریں — ساقی ہے جس کا احمد وہ جام ہے ہمارا

[illegible] جماعت ہیں ہمارے اندر نہیں کدورت — بس صلح و آشتی کا پیغام ہے ہمارا

بندے ہیں جو خدا کے پائینگے وہ خدا کو — حق کی طرف بلانا یہ کام ہے ہمارا

ہم کو بٹھا کے دیکھو پاس اپنے اہلِ محفل — دلبر جو ہے تمہارا گلفام ہے ہمارا

خادم ہیں ہم اسی کے تم جس کے نام لیوا — تم دل سے ہو کے دیکھو [illegible] ہمارا

غزلِ دیگر

کریں ہم کیونکر نہ اکرام محمدؐ — بنا ہے حمد سے نام محمدؐ

ظہورِ حمدِ حق احمدؐ سے ہو کر — عطا حق سے ہوا نام محمدؐ

پیو بھر کر کہو الحمد للہ — خدا کا جام ہے جام محمدؐ

فضائل میں بڑھے سب انبیاء سے — بلا ہے عرش سے بام محمدؐ

مزین دین ہے با حُسنِ اخلاق — یہ ہے اُمّت پہ انعامِ محمدؐ

قدم لو آپ کے اخلاق بر تو — مبارک گام ہے گامِ محمدؐ

شبِ احمدؐ نبی ہے لیلۃ القدر — ہے صبحِ دینِ حق شامِ محمدؐ

فدا ہونا براہِ دینِ اسلام — اسی دکھ میں ہے آرامِ محمدؐ

فنا رعشقِ حق ہے بجانِ احمدؐ — یہی حق سے ہے انجامِ محمدؐ

یتیموں کے ہوئے ملجا و ماوے — مساکیں پر ہے اکرامِ محمدؐ

ہے ازدارانِ امّت پر یہ قرضہ — ادا کر دیں وہ یہ وامِ محمدؐ

ہیں پیرو جو رسولِ انس و جاں کے — دکھائیں جو ہے اسلامِ محمدؐ

کمالِ دیں ہے اخلاقِ نبی میں — یہی سب سے ہے پیغامِ محمدؐ

نہیں اعمال میں گر خُلقِ احمدؐ — تو پھر ہم پر ہے الزامِ محمدؐ

ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً — تو روشن کیوں نہ ہو نامِ محمدؐ

غزلِ دیگر

کوئی محمود احمدؐ سا بھی حیراں ہو نہیں سکتا — غمِ دیں میں کوئی ایسا پریشاں ہو نہیں سکتا

جنہیں یادِ خدا کی ہو ملی ورثہ میں مہمانی — سدا آباد گھر انکا ہے ویراں ہو نہیں سکتا

کریگا کیوں نہ درماں ان کے دردِ دل کا چارہ گر — نہاں جب ہو گئے ہو اس میں وہ پنہاں ہو نہیں سکتا

گناہوں پر پشیمانی نصیبِ نیک بختاں ہے — جو ہو غافل وہ ہرگز ان پہ گریاں ہو نہیں سکتا

کمالِ عشقِ احمدؐ میں محبت کا ہے کیا کہنا — کہ تو اسحٰق جاں سے چہرہ پہ قرباں ہو نہیں سکتا

خدا جانے کہ کس کس رنگ میں وہ شکل آئیگی — کہ جس کے ہجر میں صبر اسے مری جاں ہو نہیں سکتا

اُبھرا آخر کو جانا ہے نہ آسنے کی ہے سچی بات — ذرا اس درد کو لے لیں جو درماں ہو نہیں سکتا

بھلا گم گشتگانِ عشق کو کیا روک پردوں کی — رُخِ جاناں ہے دل میں ان کے پنہاں ہو نہیں سکتا

یہ آپ ہی زور سے لکھنے کے ہے قابل مصرعہ محمودؐ — ذرا بھی کھوٹ جس میں ہو مسلماں ہو نہیں سکتا

ہوا آخر وہی آئے گی بیمارِ محبت کی — ہو جس کی عاقبت محمود پشیماں ہو نہیں سکتا

غم دیں کی پریشانی نے دکھلایا پریشاں حال
یہ سچا خواب ہے خواب پریشاں ہو نہیں سکتا

جنہیں فرقت میں تڑپاتا ہے پھر خود انکو ملتا ہے
یہی ساماں ہے ملنے کا کہ ساماں ہو نہیں سکتا

نکالا ہم پاک دلبر سے تجھ جنہیں خود جذب بخشا ہو
جدا ان سے تو اک دم کو بھی قرآں ہو نہیں سکتا

غم دلبر ہو جب دل میں تو دلبر آ ہی جاتا ہے
بجز دل کے کہیں وہ رب بھی مہماں ہو نہیں سکتا

وہ ہیں فردوس میں شاداں گرفتار بلا ہو کر
وہ شاداں ہو گا آخر جو خنداں ہو نہیں سکتا

معافی کی طلبگاری میں جب یہ استقامت ہے
جدا اس استقامت میں وہ داماں ہو نہیں سکتا

جنہیں اپنا بنا کر جلوۂ قدرت دکھاتا ہے
وہی اس کی ہیں پھر وہ ان سے پنہاں ہو نہیں سکتا

ہزاروں حسرتوں کا خون پی پی کر ہوا دل خوں
پھر ایسا داغ بھی کیا گنج شہیداں ہو نہیں سکتا

فغان سینۂ عاشق جب آتشبار ہو ہر دم
تو پھر اس کا کوئی سینہ بھی بریاں ہو نہیں سکتا

کیے پر مشتعل ہونا پھر اس پر دم بخود رہنا
یہی ہو مغفرت جس کا وہ خواہاں ہو نہیں سکتا

دیت کی کس کو خواہش خون دل ہو یا کہ جاں لیجئے
او بیکے ڈر سے اب وہ اسکا خواہاں ہو نہیں سکتا

محبت کی یہ باتیں ہیں جو دردِ دل سے نکلی ہیں
میاں محمود کا حامد ثنا خواں ہو نہیں سکتا

گوہر عالی جناب ذوالفقار علی خاں صاحب بجنور

مرا احمد پہ یارب گوہر خستہ گذر جائے
حیاتِ تازہ ہر دم پائے جو اس در پہ مر جائے

وہی دم ہے جو دم تیری محبت میں گذر جائے
تری عزت کی خاطر جائے میری جاں اگر جائے

کلیجہ منہ کو آتا ہے مرا اس وہم مہلک سے
رہے زندہ مسیح ابن مریم - تو گذر جائے

شواہد مجرم انسانی کے ہیں اعضائے انسانی
مکرنے دیں اگر یہ عمر کے بھیدی تو مکر جائے

جو اس دنیا میں آئے آ کے تیری ظلِ رحمت میں
یہاں سے جو کوئی جائے ترے زیرِ اثر جائے

نرالا تو - ترا آئینِ الفت بھی نرالا ہے
نہ دل سے صبر باہر ہو نہ آنکھوں سے نظر جائے

الٰہی میرے داماں کو بچانا داغِ عصیاں سے
یہ جیسا بے خبر آیا ہو ویسا بے خبر جائے

نہ چھوٹا ہے نہ چھوٹیگا ترے کوچہ میں سر دھنا
مٹے دل کو اگر غم ہو جاتا ہے تو سر جائے

بہت گذری ہے یارب لذتِ غمہائے عصیاں میں
تمنا ہے یہ تھوڑی سی ترے غم میں گذر جائے

محک امتحانِ عشق گوھر کوئے قاتل میں — جسے جانا ہو جائے ہاں سنبھل کر سوچ کر جائے

غزل دیگر

گنہ کا بار میرے سر سے گر اتر جاتا — سدا اثر و گِ ہمیشہ کا وردِ سر جاتا
ادا شناس تو میرا ہی دل ہے تیرِ نظر — ادھر نہ آتا تو فرمایئے کدھر جاتا
پھنسا جو رہتا ترے گیسوئے معنبر میں — دلِ رقیب بھی آخر کو بن سنور جاتا
بٹھایا گوشہ میں زاہد کو مفت خوری نے — تلاشِ حق اسے ہوتی ادھر ادھر جاتا
غضب کیا ترے خنجر نے تشنہ کام رکھا — لگا تھا دل میں تو پھر دل کا کام کر جاتا
ستم تو یہ ہے کہ قاصد بھی مر رہا جا کر — یہی تھا شوق تو آ کر یہیں یہ مر جاتا
وفا شعار ستم سے بچائے جاتے ہیں — ہمارا عہدِ وفا اور بے اثر جاتا
ستم تو یہ ہے کہ جس واد کا نام نہیں — ہوس یہ ہے کہ زمانہ یہیں مر جاتا
امیر وہ ہے صفات امیر ہوں جس میں — چکور ورنہ ہر ایک پھلجھڑی پہ مر جاتا
یہ تیرے جذبۂ دل کی کمی ہے اے گوھر — وگرنہ نالۂ جاں سوز کام کر جاتا

غزل دیگر

خدا کی رحمتیں نازل ہوں اے دار الاماں تجھ پر — رہے انوار کی بارش یونہی آبادیاں تجھ پر
ترے آغوش میں مسکن ہے خاصانِ الٰہی کا — ہمیشہ رشک کرتے ہی رہینگے آسماں تجھ پر
یہ درسِ قرآں درحقیقت خوانِ نعمت ہے — تصدق کیوں نہوں آ آ کے پیر و جواں تجھ پر
ترے دشمن رہیں گے نامراد و خائب و خاسر — خدا کے فضل کا جب تک رہیگا سائباں تجھ پر
خلافت کی اولوالعزمی کا ساتھ اے قوم پورا دے — کہ انعامِ الٰہی ہے یہ دورِ حکمراں تجھ پر
یہی اسلام کی خدمت کا موقعہ ہے نہ کھو دینا — خدا ہے مہرباں تجھ پر حکومت مہرباں تجھ پر
قدم آگے بڑھا اے ہمتِ مردانۂ مسلم — کہ اب اسلام کی خدمت کا بارِ گراں تجھ پر
جہاں محو خودی ہے تو مگر محوِ خدا ہو جا — کہ پھر قربان ہونیکو بڑھے جانِ جہاں تجھ پر

رہِ تبلیغ میں کیا کیا مصائب تو نے جھیلے ہیں
خدا کی رحمتیں ہوں اے گروہِ صادقاں تجھ پر

غریب و بینوا گو ہوا اسیرِ دامِ عصیاں ہے
ترحم اے خدا صدقے یہ جانِ ناتواں تجھ پر

صادق عالیجناب مولوی سید صادق حسین صاحب اٹاوہ

سنو اے منکرو ہے احمدیوں کا خدا باقی
دلوں میں احمدیوں کے ہے حبِّ مصطفیٰ باقی

ملا جو نور تھا مرزا کو احمدؐ کی غلامی سے
ہمارے دل میں اب تک ہے وہی نورِ خدا باقی

وصالِ میرزا سے کاروبارِ حق کا کیا بگڑا
خدا کے فضل سے ہے جانشینِ میرزا باقی

یہ بدر و الحکم تشحیذ اذہاں نور اور ریویو
ضیا بخشِ جہاں ہیں حشر تک جن کی ضیا باقی

نیا مہمان خانہ بن گیا لنگر بھی قایم ہے
تمہیں بھی علم ہے کہتے ہو لیکن اب کیا باقی

وہی سب کارخانہ ہے ترقی پر زمانہ ہے
غرض نبیوں کے مرنے پر جو رہتا ہے رہا باقی

ہمارے سلسلہ کو روز افزوں اب ترقی ہے
مٹا سارا تمہارا حوصلہ کیا رہ گیا باقی

وہی تعلیم مہدی ہو رہی ہے ہادیٔ عالم
ہدایت کے لئے جو در کھلا تھا ہے کھلا باقی

ملا ہے مغزِ قرآں ہم کو۔ تم نے ہڈیاں پائیں
اسی سے تم میں ہے اب تک شعارِ اشقیا باقی

نکاحِ آسمانی کا تھا جو الہام شرطی تھا
خدا نے کر دیا فسخ اس کا پھر ہے کیوں گلا باقی

عذاب اللہ ٹل جاتا ہے استغفار سے بیشک
پڑھو یونس کا قصہ شک ہو اسمیں گر ذرا باقی

ہوا جب موت احمد بیگ سے الہام یہ سچا
تو اس کے اہل کے دل میں رہا خوفِ خدا باقی

غرض اصلاح ہوتی ہے وعید و نیز حکمت سے
سمجھ لے اب اگر تجھ میں ہے کچھ فہمِ رسا باقی

خدا پر افترا کرتا ہے جو ناکام مرتا ہے
نہیں رہتا جہاں میں کچھ بھی اسکا سلسلہ باقی

بھلا ملتی ہے چالیس سال مہلت مفتری کو بھی
ذرا ثابت تو یہ کر دو اگر ہے کچھ حیا باقی

اگر تیئیس برس پا جائے ایسا مفتری مہلت
تو پھر اسلام کا بتلاؤ رہ جاتا ہے کیا باقی

یہی معیار ایسا ہے کہ جس سے حق و باطل میں
محقق کو نہیں رہتا ہے کچھ بھی وسوسا باقی

ہوا جب اس طرح سے صدقِ شانِ میرزا ثابت
پھر انکے ماننے میں کہو کیا شک رہا باقی

صداقت جب ہوئی ظاہر تو پھر تکذیب ہے آفت
مکذب کے لئے ہے لعنت و قہرِ خدا باقی

پھلے پھولے گا ہر دم باغِ احمد فضلِ یزداں سے — رہیگا اب مکذب کا نہ اک پتّا ہرا باقی

نصیحت مان لو صادق کی چھوڑو تم یہ جھگڑے دین — زباں کو تھام لو۔ اب بھی اگر ہے اتقا باقی

ثاقبِ عالیجناب نواب خان صاحب میرزا خانی مالیر کوٹلہ

اے امتِ مسیحا اے احمدی جماعت — دنیا کو تم دکھانا اب ہوشیار ہو کر

دینِ خدا کی نصرت کرنا دل و زباں سے — تیغِ برہنہ بن کر اور ذو الفقار ہو کر

دنیا کی اور تمہاری اب جنگ ہے قلم سے — میدان میں نکلنا تم شہسوار ہو کر

چلنا نسیم بن کر اسلام کے چمن میں — عالم پہ تم برسنا ابرِ بہار ہو کر

احمد کے عشق میں تم آگے قدم بڑھانا — بندے وفا کے بنکر اور جاں نثار ہو کر

پیارے مسیح کے تم نقشِ قدم پہ چلنا — دار الاماں میں رہنا نقش و نگار ہو کر

دل سے لگا کے رکھنا تیرِ نگاہ اس کو — بیٹھا ہے جو جگر میں اب لکو پار ہو کر

گلزارِ احمدی کے تم پھول بن کے رہنا — اعداءِ دینِ حق کے پہلو میں خار ہو کر

بوجہل و بولہب کی آتش کو سب دبانا — تم بوتراب ہو کر اور خاکسار ہو کر

اقرار پر ہو قائم تب لطف زندگی ہے — کیا تم جیے جیے بھی بے اعتبار ہو کر

ہے خاکسار ثاقبؔ جو ذرہ وار تم میں — آفاق میں یہ چمکے خورشید وار ہو کر

مختارِ عالی جناب حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپور

دیکھ لی اے میرے مولانا بہارِ قادیاں — کہیئے تو کیا کہہ رہے ہیں برگ و بارِ قادیاں

کیا عیاں ہوتا ہے سیرِ کوچہ و بازار سے — دے رہے ہیں کیا پتہ نقش و نگارِ قادیاں

مسجدِ اقصیٰ مبارک مینارہ سے ظاہر ہے کیا — کر رہا ہے کس طرف ایما منارِ قادیاں

کیا اثر کرتا ہے دل پر منظرِ دار العلوم — کہہ رہی ہے کیا فضائے مرغزارِ قادیاں

گل جو باغِ قادیاں میں ہیں وہ ہیں کس رنگ کے — کس ہوا میں ہے شمیمِ لالہ زارِ قادیاں

بارک اللہ طاعتِ حق کا ہے چرچا کس قدر — کس قدر پر نور ہیں لیل و نہارِ قادیاں

کس قدر ہے پیروی شرع ختم الانبیا — کیسے رنگ دیں سے ہیں رنگین یار قادیاں

کس قدر ہے خدمت اسلام کا جوش و خروش — کیسے مذہب پر فدا ہیں جاں نثار قادیاں

کس قدر ہے التزام درس قرآن و حدیث — کس قدر رحمت فزا ہے کاروبار قادیاں

یوسف عالی جناب قاضی محمدؐ یوسف صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

اے امیر الشکریں ہم احمدؐ موعود ہیں — کان دھر کر تم سنو ہم عیسیٰؑ معہود ہیں

ہم بروز آدم و نوح و خلیل اللہ ہیں — مظہر زرتشت و موسیٰ کرشن احمد داود ہیں

ہم مثیل لوط اسحاق اور اسماعیل ہیں — ہم مثال یوسف و یعقوب صالح ہود ہیں

ہم ہیں عکس ایلیا حزقیل اور ہیں دانیال — ہم ہی تصویر محمدؐ حامد و محمود ہیں

ہم ہی اللہ ہیں اور مظہر جملہ رسل — جو نہ مانیں گے ہمیں وہ کافر مردود ہیں

منکرین انبیا ہوتے کبھی مومن نہیں — بلکہ ہوتے بوجہل فرعون یا نمرود ہیں

سب نبی دیتے رہے ہیں جن کے آنے کی خبر — وہ ہیں ہم حکم خدا سے وقت پر موجود ہیں

ہم سنانے آئے ہیں پیغام حق ہر قوم کو — اسود و احمر ہمارے سب کے سب مقصود ہیں

ابن مریم مر گئے ہیں وہ خدا ہرگز نہ تھے — جھوٹ کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ معبود ہیں

جاتے ہیں جو آسماں پر وہ کبھی آتے نہیں — کیوں لگے اس فکر میں منکر عبث بیسود ہیں

حق تعالیٰ نے بنایا ہم کو اس کا جانشین — آ گئے ہم وقت پر اور مانتے مسعود ہیں

جو ہمیں مانیں مسیح اور اپنے جھگڑوں میں حکم — وہ ہمارے متبع ہیں وہ ہمیں مودود ہیں

ہم جو آئے پھر ہوا تجدید حکم اسجدوا — ہو گئے آدم سب ملایک کے لئے مسجود ہیں

حق تعالیٰ نے کیا ہم پہ بس لطف و کرم — حد سے بڑھ کر اس کے ہم پر فضل ہیں اور جود ہیں

جب سے اللہ نے دیا ہے ہم کو یہ قرب مقام — ہم ہیں حاسد کی نگہ میں روز و شب محسود ہیں

وہ ہیں دیتے ہیں ہم چاہتے ہیں ان کا سکھ — وہ خیال نقص میں ہیں ہم بہ فکر سود ہیں

جو ہمارے در پہ آئے ہو گئے مقبول حق — جو یہاں سے پھر گئے وہ اسکے ہاں مطرود ہیں

ہم سے پیچھے ہٹ رہے ہیں فاسق و فاجر تمام — بڑھ رہے ہیں اس طرف جو صالح و مسعود ہیں

وہ قلوبِ مسلمیں جو تھے کبھی عرشِ خدا
کفر کے پردو نین اب بیٹھے ہوئے منضود ہیں

نقدِ ایماں کھو چکے ہیں کافر و مسلم تمام
جو نشاں مومن کے ہیں وہ ہر جگہ مفقود ہیں

وہ خدا کے فضل جو مخصوص ہیں مومن کیساتھ
اور ہمارے منکروں پر حشر تک مسدود ہیں

انبیا ہو دیں ہمارے بعد یا ہوں اولیا
اب ہمارے اتباع ہیں تا ابد محدود ہیں

ہم نے اپنی زندگی میں وحیِ حق سے دی خبر
جن امورِ ستر و اخفی کی وہ اب مشہود ہیں

جانشین اول تو اپنے ہو چکے ہیں نورِ دیں
بعد انکے جانشیں فضل عمر محمود ہیں

مشرق و مغرب سے سوئے قادیاں آئیں گے طیر
جو شجر حق نے لگایا اس کے ظل ممدود ہیں

مومنوں میں آتشِ فتنہ جلانا تھا ضرور
بعض ان اصحاب نے جو ساکنِ اُخدود ہیں

ابتلا ہے مومنوں کا کچھ کبھی بگڑا نہیں
آگ میں پڑ کر وہ خوشبو دینے والے عود ہیں

جو مخالف تھے بڑے سب مٹ گئے انکے نشاں
صفحۂ ہستی سے اُنکے نقش اب مفقود ہیں

سعدی و ڈوئی پگٹ جنونی اتھم ہیں کہاں
خاک میں سب مل گئے اور ناک خاک آلود ہیں

فتنہ گر اعدا جواب ہیں ان کو بھی تم دیکھنا
چند سالوں میں جہاں سے ہوتے یہ نابود ہیں

یہ دُرر جو نظم میں منظوم یوسف نے کیے
یہ ہماری وحی اور تحریریں موجود ہیں

اکمل۔ عالیجناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب قادیان

دُر ثمیں ہمارے جان سے بھی پیاری
قوموں کی رستگاری مرکوز میں ساری

کہتا ہے کون خبطی ہو جائے اس کی خبطی
یہ نہر تو رہیگی تا حشر یوں ہی جاری

انگریزی سلطنت میں ظلم و ستم کی باتیں
اے آریو تمہاری کیوں مت گئی ہے ماری

دیکھو زباں سنبھالو ناحق نہ فتنہ ڈالو
مضمون وہ نکالو جس سے ہو صلح کاری

کیا کانٹے بو رہے ہو ایمان کھو رہے ہو
یوں ہم سے ہو رہے ہو تم کیوں چھری کٹاری

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
دیکھو یہ پھل نہ چکھنا گر زندگی ہے پیاری

آؤ تمہیں بتائیں۔ اسلام کی ادائیں
پھولی پھلی دکھائیں ایمان کی کیاری

دُرِ ثمین کیا ہے گنجینہ ہدیٰ ہے
مذہب ہیں ہمارے سکھلائے دینداری

اس میں خبر ہے کل کی بڑ تماکے ہل کی
نظمیں لکھی ہیں جس نے واقف ہو خوب اس سے
اچھا ہمیں بتا تا یا کوں کے دل دکھا تا

گو دیکھنے میں ہلکی باطن میں سخت بھاری
مرزا غلام احمد محبوب رب باری
تخم فنا کا کھا یا سمجھو نہ ہوشیاری

کہتے ہیں جھوٹ اکمل ذریتیں لڑ مٹے گی
باطل کی جڑھ اسی سے اے آریو کٹے گی

علمی عالیجناب مولنا مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب قادیان

شکر خدا کہ ہو گئی کامل شفا مجھے
جو چشمۂ حیات سے دور و نفور ہیں
میں زندہ دل ہوا تو انہیں آ لگی قضا
میں احمدی ہوا تو وہ بے زار ہو گیا
جھلا کے اس نے کافر و دجال کہدیا
ناراض ہو کے لکھدیا اب خط نہ بھیجیئے
بیٹے کہا کہ آپ تو ناراض ہو گئے
لکھیں جو آپ چاہیں مرا کچھ حرج نہیں
میں احمدی ہوں روئے محمد پہ مبتلا
منہ بھر کے گالی دیجیئے جی بھر کے کوسیئے
شکر خدا خلیفۂ مہدی کے ساتھ ہوں
اٹھ اٹھ کے شوق دل نے بٹھایا یہاں مجھے
علمی خدا کا شکر میں کیونکر ادا کروں

فیض مسیح پاک نے زندہ کیا مجھے
وہ مردہ دل ہیں انسے چھڑا یا خدا مجھے
بس ماریڈالتی ہے یہ اُنکی ادا مجھے
اب کیا بتاؤں جوش میں کیا کیا کہا مجھے
بھیجا یا کے لئے مرتد شیطان لکھا مجھے
تم قادیانیوں سے ہی کیا واسطہ مجھے
اچھا کیا جو آپنے لکھا بُرا مجھے
اس راہ حق سے کوئی ہٹائیگا کیا مجھے
پیاری ہے جان و دل سے رہ مصطفےٰ مجھے
ان گالیوں میں بھی تو ملیگا مزا مجھے
لایا ہے قادیان میں فضل خدا مجھے
یعنی در مسیح پہ پہونچا دیا مجھے
بخشی ہے جسنے نعمت بے انتہا مجھے

غزل دیگر

آئے جہاں مسیحا وہ قادیاں یہی ہے
ہندوستاں میں بیشک دار الاماں یہی ہے

پھیلی جہاں کی خوشبو دُنیا کے گلشنوں میں — لنڈن بھی جس سے مہکا وہ گلستاں یہی ہے
دل کو ذرا سنبھالو سن لو زمین والو — رہتے ہیں جس پہ عیسےٰ وہ آسماں یہی ہے
کھلتے ہیں تازہ تازہ عرفاں کے پھول جس میں — خوشبو ہے بھینی بھینی وہ بوستاں یہی ہے
شرقی دمشق سے کیا مقصود قادیاں ہے — گر تم سے کوئی پوچھے کہدو کہ ہاں یہی ہے
دربار مصطفےٰ میں جس در سے ہو رسائی — جس سے خدا کو پائیں وہ آستاں یہی ہے
مرکز ہے جو ہمارا شہرہ ہے جس کا ہر جا — وہ قادیاں یہی ہے وہ قادیاں یہی ہے
جو ہے جری خدا کا وہ پہلواں یہی ہے — تھا جس کا ہم سے وعدہ وہ گلہ باں یہی ہے
احمد امام امّت ظلِّ محمّدی ہے — سارے جہاں کے سر پر سایۂ گناں یہی ہے
قابض ہے جو دلوں پر وہ حکمراں یہی ہے — سب منتظر تھے جسکے وہ دلستاں یہی ہے
دنیا کی راہبر ہے یہ احمدی جماعت — منزل تلک جو پہنچا وہ کارواں یہی ہے
علیمیؔ میں احمدی ہوں دل سے فدائے دین ہوں — بس میری زندگی کی روح رواں یہی ہے

غزل دیگر

اے حضرتِ کبریا کے پیارے — اے سرورِ انبیا کے پیارے
اے میرے مسیح میرے آقا — اے احمدِ مجتبےٰ کے پیارے
جن پر ہو تیری نگاہِ الطاف — ہوتے ہیں وہی خدا کے پیارے
کر دیجو مسرور میری جاں کو — اک جلوہ مجھے دکھا کے پیارے
محبوب خدائے پاک ہے تو — اے زمرۂ اولیا کے پیارے
اعدا ہیں ترے گروہِ ابلیس — اے فرقۂ اصفیا کے پیارے
جب دل سے ہوئے غلام تیرے — ہم ہو گئے مصطفےٰ کے پیارے
دشمن ہیں ترے خدا کے دشمن — خدام ترے خدا کے پیارے
چلتی ہے نسیم قادیاں میں — کیا لطف ہیں اس صبا کے پیارے
کھلتی ہیں ہمارے دل کی کلیاں — جھونکے بھی ہیں اس ہوا کے پیارے

تڑپا ہی گئی تری محبت
دل کو میرے گدگدا کے پیارے
للہ ہمیں بھی یاد فرما
اب دن ہیں تری دعا کے پیارے

غزلِ دیگر

احمد ہے برہانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جس سے کھلتی شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہم کو زندہ بنانے آیا آبِ حیات پلانے آیا
وہ بحر فیضانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جسنے خدا کی راہ بتائی اسنے نبی کی شان دکھائی
ہے وہ مسیح زمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اسکے قدموں میں ہم جائیں اسکو سلام نبی پہنچائیں
تھا ہمیں یہ فرمانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جس پہ ہوا انعام خدا کا جسکو ملا دامانِ مسیحا
اس کو ملا دامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اے رحمت مرسلِ یزداں مظہر قدرت جلوۂ جاناں
آئینۂ عرفانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خوشیاں مناؤ مژدہ سناؤ آنیوالا دولہا آیا
احمدؑ مظہر شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

غزلِ دیگر

نور و ظلمت کی لڑائی ہو چکی
فتح دینِ مصطفائی ہو چکی
احمدی ہوں شاد ہوں آزاد ہوں
غم کے پھندوں سے رہائی ہو چکی
کر چکے جور و جفا وہ کر چکے
ہو چکی بس بیوفائی ہو چکی
کر دیا آغاز کذب و افترا
ختم ان کی پارسائی ہو چکی
جو زباں پر آگیا سو کہہ دیا
عادتِ بے اعتنائی ہو چکی
کیجیئے انصاف کچھ تو کیجیئے
ہو چکی بس کج ادائی ہو چکی
واعظو ناز و کرشمہ چھوڑ دو
اب تو پوری خودنمائی ہو چکی
زاہدو تسبیح سے کیا فائدہ
شہرتِ زہدِ ریائی ہو چکی
مفتیو اب کفر کا فتوے نہ دو
مضطرب ساری خدائی ہو چکی
دوستو۔ کیوں بھاگتے ہو دور دور
آؤ مل جاؤ لڑائی ہو چکی

کس لئے علمی حقیقت رس نہو — بزم مہدی تک رسائی ہوچکی

قادیانی عالی جناب قاسم علی خاں صاحب رامپور

اب کوئی گلشن نہیں جز گلستانِ میرزا — ہر طرف جھکا ہوا ہے بوستانِ میرزا

اہلِ دنیا مرتبہ اس کا نہ سمجھے آخرش — اب خدا سمجھا رہا ہے آپ شانِ میرزا

کوئی کیا جانے کہ حق سے کیا تعلق ہے اُسے — میرزا اس کا امیں وہ رازدانِ میرزا

اس کا جو دشمن ہے وہ بیشک عدو اللہ ہے — کیونکہ وہ اللہ خود ہے مہربانِ میرزا

اس کی ایذا کو جو اٹھا ڈوب گیا مثل حباب — اک نظر بھاتا نہیں حق کو زیانِ میرزا

تجھکو سیلاب مخالف کچھ نہیں اس کی خبر — عرش سے بالا ہے کرسیٔ مکانِ میرزا

ہو گئے اپنے ہی ہاتھوں جاہل کا اپنے شکار — کیا کہیں یہ سچ کہو اے منکرانِ میرزا

بحر مواج عذابِ حق سے بچنا ہے اگر — کرکے توبہ رب سے جلدی لو امانِ میرزا

کیا ملا اب تک نبی اللہ کے انکار سے — کس قدر ہو چین میں اے منکرانِ میرزا

راستی کے بند ہیں بازار ہر سو قحط ہے — ہاں خدا نے کھول رکھی ہے دکانِ میرزا

قادیانی دعوتِ حق سب کو دے بےخوف و بیم — سچ کے بھوکوں کے لئے ہے آج خوانِ میرزا

انور عالیجناب منشی نعمت اللہ خاں صاحب قادیان

خدا کے کام ہوتے ہیں عیاں آہستہ آہستہ — دکھاتا ہے وہ قدرت کے نشاں آہستہ آہستہ

درستی کر رہا ہے باغباں آہستہ آہستہ — چمن ہو جائے گا باغ جہاں آہستہ آہستہ

تروتازہ نظر آئیگا پھر اسلام کا گلشن — پھلے پھولیگا مثل بوستاں آہستہ آہستہ

کھلینگے ہر روش گل سبزہ لہلہائیگا — بہیگا باغ میں آب رواں آہستہ آہستہ

کسی جا بلبلانِ نغمہ خواں کے چہچہے ہونگے — کہیں گل گشت خوبانِ جہاں آہستہ آہستہ

عمل ہونگے درست اور روح قدسی تن میں اتریگی — خدا بھی ہم پہ ہوگا مہرباں آہستہ آہستہ

ہمارے دشمنوں کو ذلت و خواری ہوئی حاصل — کیا ہم کو خدا نے شادماں آہستہ آہستہ

ہمارے واسطے جو لعنتیں تجویز کرتے تھے
ہوئی وہ سب نصیب دشمناں آہستہ آہستہ

مزے رہ رہ کے آخر منکرو تمکو چکھائیگی
تمہارے آئے دنکی شوخیاں آہستہ آہستہ

خدا تصدیق کرکے ایکدن سبکو دکھائیگا
ہمارے اور تمہارے درمیاں آہستہ آہستہ

مسیح وقت کی برکت سے گو چھوٹا سا قصبہ ہے
بنے گا شہر اعظم قادیاں آہستہ آہستہ

جو فرمایا تھا خالق نے وہ پورا کرکے دکھلایا
چلے آتے ہیں پیر و نوجواں آہستہ آہستہ

برائے نام بننا احمدی ہرگز نہ پھلدیگا
خدا لیگا ہر اک کا امتحاں آہستہ آہستہ

نہ غفلت میں گذارو دن بس اب ہوشیار ہو جاؤ
نہ ہو آخر کہیں عمر رواں آہستہ آہستہ

بحکم احمد مرسل ہمارے احمدی بھائی
کریں اعمال میں تبدیلیاں آہستہ آہستہ

خدایا بخت بیداری کے دن بھی ہمکو دکھلادے
بہت جھیلیں ہیں ہم نے سختیاں آہستہ آہستہ

بنینگے کام بگڑے سب بلطف مہدی دوراں
تو اے انور فدا کر اس پہ جاں آہستہ آہستہ

غزل دیگر

خدائے مالک کون و مکاں ہے
اسی کے ہاتھ میں ہم سب کی جاں ہے

خدا ہی چارۂ بیچارگاں ہے
خدا ہی دستگیر بیکساں ہے

اسی نے ہم میں بھیجا ہے مسیحا
وہی حاجت روائے انس و جاں ہے

یہیں نازل ہوا ہے ابن مریم
اسی سے قادیاں دارالاماں ہے

زمین قادیاں دارالاماں ہے
خدا کے فضل سے جنت نشاں ہے

کوئی فتنہ کوئی کینہ کوئی شر
نہیں ہے اب کے الفت درمیاں ہے

شرف بخشا ہے جو اسکو خدا نے
وہ پوشیدہ نہیں سب پہ عیاں ہے

اسی کو دین کا مرکز بنایا
تجلی بخش عالم قادیاں ہے

یہیں سے ملتی ہے راہ ہدایت
یہی جائے پناہ عاصیاں ہے

یہیں سے تشنہ لب ہوتے ہیں سیراب
یہیں سے فیض کا چشمہ رواں ہے

صداقت پھیلتی ہے اب یہیں سے
یہاں جو راستی ہے وہ کہاں ہے

معزز کیوں نہ ہو سارے جہاں میں — مقام مہدی آخر زماں ہے
غلام احمد ہے جسکا نام نامی — یہیں آیا زمانہ پر عیاں ہے
اسی نے آکے کی تجدید دیں کی — وہی اسلام و دیں کا پاسباں ہے
کیا آکر اُسے سر سبز اس نے — وہ گلزار نبی کا باغباں ہے
پھلا پھولا ہے گلزار محمد — بہار بیخزاں یہ گلستاں ہے
ذرا دیکھو تو حالت دوسروں کی — عجب بجرو ہے جو پیر و جواں ہے
تکبر لے گیا ان کی بصارت — حسد رگ رگ میں انکی نہاں ہے
وہ آپس میں بھی تو یکدل نہیں ہیں — بڑی ہی کشمکش میں انکی جاں ہے
خدا کا فضل ہے ہم پر کہ ہم میں — وفا و صدق ہے امن و اماں ہے
ہمارا پیشوا رہبر ہمارا — سراپا راستبازی کا نشاں ہے
امیر المؤمنین محمود احمد — اولوالعزمی میں یکتائے زماں ہے
خدا رکھے اسے دایم سلامت — ہمارا پیر اب یہ نوجواں ہے
اسی کے سر پہ ہے تاج خلافت — اسی کے ہاتھ ہم سب کی عناں ہے
یہ عاجز نعمت اللہ خانِ انور — طلبگارِ دعائے دوستاں ہے

موج عالیجناب میر مہدی حسین صاحب قادیان

گئی مدت گذر ہم کو جو چھوڑا آشیاں اپنا — بس اب تو لامکاں پر ہی بنائینگے مکاں اپنا
وطن میں دل نہیں لگتا کہ غربت ہم کو پیاری ہے — خدا کی یاد میں ہی جاتے ہیں دل شاد ماں اپنا
معیشت کی کریں کیوں فکر خالق اپنا زندہ ہے — وہ رزاق جہاں ہے وقت پر روزی رساں اپنا
عیال و اطفال کو بھی ہم نے یہ نسخہ سکھایا ہے — کہ مانگو تم اسی سے ہر گھڑی مقصود جاں اپنا
ہمیں مردہ سمجھ لو اک وہی معبود زندہ ہے — وہ لیتا ہے خبر ہر دم وہی ہے پاسباں اپنا
یہی ہو آرزو دل میں فدا ہوں اسکے قدموں پر — صداقت لیکے آیا جو مسیحائے زماں اپنا
وہ آیا آسماں سے اور خدا کے نور کو لایا — نہ چھوڑا منکروں نے پر طریق گمرہاں اپنا

قلم سے لکھ کے بتلایا زباں سے کہکے سمجھایا
نہ جھکتے تھے نہ جانے دیتے موقع رائگاں اپنا

کیا دہلی میں بھی جاکر کے آگاہ ناشناسوں کو
دیا لاہور میں پیغام صلح مصلحاں اپنا

وہ کیا طاقت تھی جو کرتی تھی کام اپنا ہر اک جا پر
عدو کرتا اگر سے حملہ تو کھوتا تھا نشاں اپنا

ہمیں افسوس ہے اُن پر جو ہیں ظلمت کے شیدائی
سمجھتے کچھ نہیں نفع و ضرر سود و زیاں اپنا

حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ ہے وہ جاہل مطلق
نہ پہچانا جس اعمی نے امام راستاں اپنا

محمد کا بروز آیا امام بوستاں اپنا
پڑھو اس کے صحیفے چھوڑ دو بغض نہاں اپنا

خدا کا شکر ہے میں بھی ہوں سالک اس کے مسلک کا
مقام احمدی پر ہے جو محمود زماں اپنا

چلو اس راہ پر سوچ حزیں بالکل نہ گھبراؤ
بنا کر جو گیا تم کو مسیح قادیاں اپنا

خادم - عالیجناب منشی خادم حسین صاحب بہرہ

عیب اوروں کے اماموں کو لگانے والے
اپنوں کی کوئی صداقت نہ دکھانیوالے

مصحف پاک میں تحریف بتانے والے
دین کامل میں بہت نقص جتانے والے

مان کر یہ کہ محمد ہیں مزکیٔ کامل
ان کے یاروں کو بھی عیب لگانے والے

تین کا نام نہ لیں چار میں تفریق کریں
پانچ سے بارہ کے اعداد بنانے والے

منہ سے دعویٰ کہ ہمیں آل عبا کے ہیں محب
امتحانوں میں مگر لغزشیں کھانے والے

کی وفا شیر خدا سے نہ حسنؑ سے ایفار
کیسے شیعہ تھے اماموں کے زمانیوالے

کیا ستم ہے تھے ستم آپ ہی ڈھانیوالے
واحسینا کا بہت شور مچانیوالے

خط یہ خط حضرت شبیرؑ کو کرکے تحریر
یہی شیعہ تھے انہیں کوفے بلانیوالے

ہاتھ دے ہاتھ میں مسلمؑ کے ہزاروں کوفی
پھر گئے آپ ہی پھر مکر بنانے والے

بے کسی نائب شبیرؑ کی سوچو تو سہی
بلوہ کرنے لگے بلوانے بلانے والے

مہماں کرکے نواسے کو نبی کے افسوس
موت کے گھاٹ سے پانی کے پلانیوالے

شیعہ آل نبی تھے وہ کوئی اور نہ تھے
پیاس مظلوموں کی خنجر سے بجھانیوالے

دشمنان فدک ہی تھے کوئی اور نہ تھا
بن میں زہراؑ کی کمائی کو لٹانے والے

شکر صد شکر کہ خود موردِ الزام ہوئے
خونِ ناحق کی حقیقت کو چھپانیوالے

حق پسندوں کو بشارت یہ سنادے خادم
احمدی ہوتے ہیں حق کے دکھانیوالے

احمدی عالیجناب حکیم احمد حسین صاحب لائل پور

محمدؐ ہے وہ مشرق آفتابِ نورِ یزداں کا
صبحِ صادق مسیحا ہے جلوہ حُسنِ قرآں کا

ملے جسکی غلامی میں نبوت وہ محمدؐ ہے
بگمان و وہم سے برتر ہے رتبہ اس سلیماں کا

بروزی رنگ میں آیا ہے تیرہ سو برس کے بعد
وہی تعلیم اسنے دی جو ایماں ہے سلیماں کا

صدی کے سر پہ آیا ہے زمانہ آخری بھی ہے
گواہ اسکی صداقت پر گہن ہے ماہِ رمضاں کا

وہ ایسے وقت آیا ہے کہ جسمیں انبیا آئے
ضرورت تھی کہ آئے وہ معلّم دین و ایماں کا

مسلماں اہلِ قرآں چھوڑ بیٹھے دین و ایماں کو
یہانتک کہ ثریا میں پتہ ملتا تھا ایماں کا

وہ فتنہ آج برپا تھا جسے مرسل بتاتے تھے
کہ حملہ آخری ہے بس یہ ہوگا ایک شیطاں کا

ذرا انصاف سے کہنا کہ کسنے آج دُنیا کو
مذاہب زیر کرکے پھر دکھایا حُسن قرآں کا

نشاں تو اسقدر ظاہر ہوئے اسکی صداقت کے
تماشائے نظر ہے قطرہ ہائے ابرِ باراں کا

اکٹھے ہوگئے ہیں زلزلے قحط و وبا سارے
ذرا تو خوف ہو انکو خدا کی تیغِ عریاں کا

نشاں کو دیکھ کر پھر بھی نہ مانا مفتری جانا
یہ کیسی قوم ہے جسکو نہیں کچھ پاس ایماں کا

غزل دیگر

اگر دیں ہے کوئی دنیا میں دینِ مصطفائی ہے
اسی دیں میں خدا کی ذات کی جلوہ نمائی ہے

یہی ہے وہ کہ جسکا بے مثل ہونیکا دعویٰ ہے
اسی کے زندہ اعجاز نے دنیا تھرتھرائی ہے

پڑا جسپر کٹا اور کٹ گیا جو اسپہ پڑتا ہے
مثل تلوار کی اسکی مسیحا نے بتائی ہے

اٹھو اے نوجوانو دین پہ جانکو فدا کردیں
مقدم دین ہے اپنا اسی میں ہی بھلائی ہے

صحابہ کا نمونہ اپنے ہمت سے دکھا دیویں
یہی مرضی مولا میرے آقا نے بتائی ہے

غلامِ احمدِ مختار کو ہم نے نبی مانا
کہ اسمیں شافعِ محشر محمدؐ کی بڑائی ہے

کبھی بزدل نہیں ہوگا جو کوئی احمدی ہوگا
صحابہؓ کی وہ طاقت ہے جو حقّا اسنے پائی ہے

اگرچہ ساری دنیا میں مقابل اس کے آجائے
کبھی سر کو نہ پھیریگا یہ جرأت اسنے پائی ہے

مشتاق - عالیجناب عبداللطیف خاں صاحب ؓ بٹالہ

حشر تک ممکن نہیں یہ عاشقانِ قادیاں
ترک کردیں اُلفتِ دارالامانِ قادیاں

صاد کرتا ہے صداقت پر مسیحِ موعودؑ کی
روزِ روشن کیطرح ہر اک نشانِ قادیاں

جسنے اسپہ سر جھکایا بندۂ درگاہ ہوا
باعثِ برکات ہے کیا آستانِ قادیاں

میرے دل کو اور قصّوں سے بہت پرہیز ہے
ہم نشیں مجھکو سنا تو داستانِ قادیاں

آشنائے بیکساں ہے حامیٔ بیچارگاں
گوہرِ بحرِ سخاوت ہے زبانِ قادیاں

اس کو سینچا ہے دعاؤں سے مسیحِ موعودؑ نے
پھولتا پھلتا رہے گا گلستانِ قادیاں

اس کی شہرت چاردانگ آفاق میں کیونکر نہو
بیش قیمت لعل اُگلتی ہے جو کانِ قادیاں

صاف ظاہر کرتے ہیں لطف و غضب اللہ کے
ذلّتِ اعدائے اور عز و شانِ قادیاں

مجھکو اس سے عشق ہے اور اسکو مجھ سے اُنس ہے
قادیاں میں ہے میریجاں میں ہوں جانِ قادیاں

ارضِ پاکِ قادیاں پہ آسماں کو فخر ہے
حضرتِ احمدؑ پہ نازاں ہیں مکانِ قادیاں

کیا کہوں مشتاق مجھکو بھولتا دم بھر نہیں
بھول کر دیکھا تھا اکدم دلستانِ قادیاں

فائزِ عالی جناب منشی غلام مرتضیٰ صاحب ہیڈ ماسٹر لودیانہ

یاد ایام کہ اسلام تھا کانِ توحید
اب تو ڈھونڈے نہیں ملتا ہے نشانِ توحید

سگ و خنزیر کو کہتا ہے وہ زندیق خدا
ابکے صوفی جو لگاتا ہے دُکانِ توحید

مولوی جو کہ بجز حاملِ اسفار نہیں
آج اُن کا تو انوکھا ہے بیانِ توحید

خالقِ طیر کہے . . . . اموات کہے
اک نبی کو تو نہ اس میں ہو زبانِ توحید

یوں چلا ذکر کرامت کا کہیں تو اکثر
بجائے امید ہے خلل یہ بجا کہتے ہیں
وہ دجال کو بھی کہتے ہیں جھوٹی سرکار
قادیاں میں تجھے لیجائینگے فائز اے

پھولتی دیکھی رگ زمزمہ خوانِ توحید
ہم کو یوں ہی تھا موحدوں پہ گمانِ توحید
کی عطا جس نے دلِ کفر و زبانِ توحید
دیکھنی تم کو جو مطلوب ہو شانِ توحید

عالی جناب محمد احمد صاحب احمدی بی اے کپورتلہ

محمد مہر و احمد ماہ اور محمود مہ پارا
وفورِ کفر سے توحید تھی اک پیکرِ مردہ
اٹھیگا عارضِ اسلام سے دم میں نقاب کفر
تڑپ سینوں میں ہے ایسی لو انکو ہم ہلا دینگے
کریں تبلیغ حق اکناف عالم میں خوشا وہ دن
صبا لیچل غبار آسا مجھے دامانِ احمد تک

زہے گردوں جہاں ہے احمدی ہو شکل سیارا
دم عیسیٰ نے اسکو کر دیا پھر زندہ دوبارا
جھلک اپنی دکھانیکو ہے وہ حسن جہاں آرا
کہیں ہم برق ہونگے اور کہیں خجلت دہ پارا
لوائے مصطفےٰ کے نیچے جب آئیگا جہاں سارا
میرے عصیان بیحد کا نہیں اسکے سوا چارا

احمد عالی جناب ابو بشیر احمد صاحب سیر حقانی مرحوم راولپنڈی

محمود کے جو نور سے حصہ لیا کریں
پروانے گردِ شمع ہی جمع ہوئے مدام
جس حسن میں نہ جذب ہو وہ حسن ہی نہیں
پرکھے گئے تھے عشق و ہوس امتحاں کے وقت
یارب تو نے کیوں دیئے ہم کو کروڑ دل
پھوٹے وہ آنکھ جسکو نہ ہو شوقِ دیدِ حسن
شوقِ شہید ناز ہے اے بلبلو یہی
احمد تو عرض حال کرکے دیکھ تو سہی

زاہد تر وہ خشک دیا لے گے کیا کریں
محفل میں تیری شمع ہی نہ ہووے تو کیا کریں
کیوں عاشق ایسی صورتوں پہ دل دیا کریں
ہم بوالہوس نہیں ہیں جو ترکِ وفا کریں
قربان تاکہ روز نیا دل کیا کریں
یارب نہ پیار جن میں ہو وہ دل جلا کریں
بخیہ کفن کا خارِ مغیلاں سیا کریں
کیلات ہے جو تیرے لئے وہ دعا کریں

عالی جناب فغفور صاحب

تو بچالے ایخدا تو میں بدکاروں نہیں ہوں
تو محافظ ہو مرا تو نیک کرداروں میں ہوں

یہ تو کس منہ سے کہوں تیرے طلبگاروں نہیں ہوں
ہاں ترے عشاق کے نعلین برداروں میں ہوں

راز احمدؐ اور احد کا جن کے دل پر نقش تھا
میں انھیں کے ہاں انھیں کے ناز برداروں میں ہوں

آستانے تک ترے عیسےٰ کے پہنچوں کس طرح
میں تو زرداروں میں ہیچ ان رنج پیداروں میں ہوں

وہ مۓ عرفاں پلا اے ساقی وحدت پرست
میں جسے چکھتے ہی بس ہیں مئے طلبگاروں میں ہوں

جام صحت ہے مسیحا تیری چشمِ نیم باز
ہاں ذرا ہو جائے گردش میں بھی بیماروں میں ہوں

بیغرض کب آتی ہے اب میرے لب پر کوئی بات
اس کا دیوانہ ہوا ہوں جسکے ہشیاروں میں ہوں

حشر میں عرض کرنی ہے مسیح پاک سے
اک نگاہِ لطف حضرت میں گنہگاروں میں ہوں

تا کجا سوزِ تپ غم تا کجا دردِ فراق
اے مسیحائے زماں مدت سے بیماروں میں ہوں

تو ہے جب غفار یارب تو ہے جب آمرزگار
بخشدے میری تقصیر کہ میں کیوں گنہگاروں میں ہوں

عفو تیرا دیکھ کر عفت سے عار آتی مجھے
پارسائی کو سلام اب میں گنہگاروں میں ہوں

روزِ محشر کیوں نہ رکھوں تیری بخشش کی امید
احمدی تو ہوں اگرچہ میں گنہگاروں میں ہوں

روزِ محشر یاد رکھیگا مجھے میرے مسیح
گو گنہگاروں میں ہوں گو میں [illegible] کاروں میں ہوں

ایخدا اسلام کے سچے عقیدوں پر چلا
میں اسی محبوب دلکش کے طلبگاروں میں ہوں

یہ دعا فغفور کی ہے تجھسے یارب روز و شب
بخشدے میری خطائیں میں خطاواروں میں ہوں

غزل اسمِ نامعلوم

کروں غم ستم کا میں کیا بیاں نہیں ملتی مجھکو کہیں اماں
کوئی لے چلے مجھے قادیاں کوئی پہنچا دے مجھے قادیاں

کوئی بیکسوں کی صدا سنے کوئی عاصیوں کی ندا سنے
کوئی دل جلوں کی زباں سنے کوئی لیچلے مجھے قادیاں

جو بنی بہی تھی نظر مری وہ طبیب کی ہی نہ رہ ہوئی
نہ دوا ملی نہ شفا ہوئی کوئی لیچلے مجھے قادیاں

ہے وہاں سنا کوئی محو مسیحا جسکا ہو [illegible]
ہے کسی کی شکل ہو بہو کوئی پہنچا دے مجھے قادیاں

المشتہر خاکسار محمد یامین تاجر کتب قادیان دار الامان